محمدعمر فاروق

قرار دادِ پاکستان، مقاصد پر عمل درآمد

پاکستان کو وجود میں آئے نصف صدی گزر چکی ہے۔ مگر پاکستان کے قیام کے حقیقی مقصد کو غیر ضروری تعبیرات و تشریحات کی موشگافیوں میں اتنا الجھادیا گیا ہے کہ نوجوان پود اس مخمصے میں مبتلا ہو کر رہ گئی ہے کہ برطانیہ سے آزادی اور علیحدہ مملکت کے قیام کا اصل نصب العین کیا تھا۔ کسی بھی قوم کو نفسیاتی طور پر پژمردہ کر دینے کے لیے اس کنفیوزڈ اور فرسٹریٹڈ کر دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ اور ہمارے نظریاتی دشمن اپنی ان سازشوں کو کامیابی سے پروان چڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ نوجوان نسل ماضی سے برگشتہ، حال سے نالاں اور مستقبل سے مایوس ہوتی جارہی ہے۔ جس میں بڑا کردار ہمارے سیاسی گرگانِ باراں دیدہ کا ہے۔ جنھوں نے اپنے ذاتی مفاد و منفعت کے لیے سیاست، مذہب اور اخلاقیات کے نیلام بازار لگادیے۔ ایک ایک اصول اور ضابطہ پامال کیا گیا۔ جس سے دین و سیاست جیسے انسانی فلاح و ہدایت کے اداروں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ نتیجتاً سیاسی لنگوروں کے حسب منشاء مذہب بے توقیر کردیا گیا اور سیاست شخصی مفادات کے حصول کا چور دروازہ بن کر رہ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ دین و سیاست کا چولی دامن کا ساتھ علیحدہ علیحدہ خانوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ اسی تقسیم کی بدولت قوم کا نچلا طبقہ دین کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اپر کلاس کے فرزند اعلیٰ تعلیمی اداروں سے تربیت پانے کے بعد دینی علم کے ماہرین کو اچھوت سمجھنے لگتے ہیں۔ لہٰذا وہ اقتدار و سیاست میں کسی بھی دینی شخصیت کی شرکت پر پیچ و تاب کھاتے اور اسے طنز و تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں۔ انجامِ کار نژادِ نو جدیدیت اور مغربیت سے مرعوب ہو کر قیامِ پاکستان کی حقیقی منشاء و مقصد سے دور ہوتی جارہی ہے اور ملک کا نظریاتی مستقبل مایوسیوں کے گرداب میں ہچکولے کھاتا محسوس ہوتا ہے۔

روزنامہ ''نوائے وقت'' کے مدیر اعلیٰ جناب مجید نظامی نے چند دن پہلے ''قرارداد مقاصد پس منظر اور جدید تقاضے'' کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم نے قرارداد مقاصد کو بھی سی ٹی بی ٹی بنالیا ہے۔ قرارداد مقاصد پاکستان اور اس کے آئین کی بنیاد ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے کی ذمہ داری ہم سب پر ہے اور عمل نہ کرنے کی وجہ سے آج اس حشر کو پہنچے ہیں کہ اللہ کے عذاب کا شکار ہو چکے ہیں۔ مگر ہم اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں''۔ جناب مجید نظامی کی یہ بات بالکل درست ہے کہ ''قرار داد مقاصد بھی سی ٹی بی ٹی کے مترادف ہو گئی ہے''۔ جسے درحقیقت بیرونی قوتوں کے لیے تفریح طبع کا سامان بنادیا گیا ہے۔ قرار داد مقاصد میں صراحتاً یہ قرار دیا گیا ہے کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنایا جائے گا۔ مگر ہر مقتدر نے قوم کو پُر فریب نعرے ضرور دیے لیکن پاکستان فلاحی مملکت نہ بن سکا۔

پاکستان میں بحیثیت مجموعی اقتدار کا طویل دورانیہ مسلم لیگ ہی کے دور پر محیط رہا ہے۔ اور قرار داد

مقاصد کے عملی نفاذ سے روگردانی اور پہلو تہی کی ذمہ داری بھی سب سے زیادہ مسلم لیگ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ جس نے پاکستان کے تخلیقی واساسی نظریے سے مجرمانہ غفلت اور عملاً انحراف کا ارتکاب کیا ہے۔ اندازہ کیجیے کہ پاکستان ایسی مسلم ریاست میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کے لیے دس ہزار بے گناہ مسلمانوں کو خواجہ ناظم الدین جیسے حافظ قرآن اور تہجد گزار لیگی حکمران کے ہاتھوں موت کا جام پینا پڑا۔ یہ الگ بات ہے کہ قدرت نے منکرین ختم نبوت کو ان کے انجام تک پہنچانے کا کام ذوالفقار علی بھٹو جیسے انسان سے لیا۔ (بھٹو کا یہ عمل ہی اس کی بخشش کے لیے کافی ہے۔) یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح کے بعد پاکستان کو کوئی ایک بھی مخلص لیگی قائد میسر ہی نہیں آیا۔ جو ملک کو قائد کے عزم و ارادے کے مطابق اسلامی مملکت میں ڈھالتا۔ لیاقت علی خان سے لے کر جنرل ضیاء الحق مرحوم اور نواز شریف تک مسلم لیگ اکثر ادوار میں قوت حاکمہ رہی۔ مگر اسلام کو قوت حاکمہ نصیب نہ ہو سکی۔

جناب مجید نظامی سے بصد احترام عرض گزار ہوں کہ جب بھی ملک کا نظام بدلنے پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کی جو کوئی صورت پیش ہوئی تو "نوائے وقت" ہمیشہ آڑے آیا۔ "نوائے وقت" نے مسلسل اس موقف کا اعادہ کیا اور یہ موقف اس کے ادارتی صفحات پر اب بھی دھرایا جارہا ہے کہ "پاکستان کے نظام کی تبدیلی کی بجائے نظام کی اصلاح کی جائے۔ حالانکہ اس فرسودہ، ظالمانہ اور ناقابل اصلاح نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا وقت کی ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔ متبادل نظام کے لیے کسی بھی سوچ و بچار اور نئے قوانین و دساتیر کی ترتیب و تشکیل کی مطلقاً ضرورت باقی نہیں ہے۔ جیسا کہ بقول مجید نظامی "قائد اعظم نے کہا تھا کہ ۱۴ سو سال پہلے آئین بن چکا ہے۔ لہذا اس کے بعد کوئی شک نہیں رہنا چاہیے۔" اسلام جب ایک مکمل دستور حیات ہے تو پھر اس میں اب کسی ازم کا جوڑ لگانا مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگانا ہے۔ اسلام کو کسی بھی دوسرے نظام کی بیساکھیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جتنے بھی جدید مسائل پیدا ہوئے۔ ان تمام کا حل اسلامی امور کے ماہرین پیش کر چکے ہیں۔ ایوب دور کے ڈاکٹر فضل الرحمن اور بھٹو دور کے جسٹس (ر) آفتاب حسین کے ہر اعتراض پر اسلامی دستور کے ماہرین انہیں دلائل کے ساتھ مات دے چکے ہیں۔ علاوہ ازیں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کے متفقہ مرتب کیے گئے ۲۲ نکات نفاذ اسلام کے لیے برسوں سے موجود ہیں۔ ضرورت صرف اسلام کے نفاذ و حاکمیت کی ہے۔ جس کا پاکستانی قوم ۱۹۴۷ء سے تادم تحریر انتظار کر رہی ہے۔

جناب مجید نظامی نے اپنی تقریر میں تحریک پاکستان کے کارکنوں کو مطعون کرتے ہوئے کہا ہے کہ "کارکنان تحریک پاکستان اس ملک کے مالک ضرور ہیں کہ انہوں نے پاکستان بنایا۔ مگر ان کا قصور یہ ہے کہ انہوں نے ملک ان کے سپرد کر دیا جو شریک سفر نہ تھے" نظامی صاحب نے مسلم لیگی رہنماؤں کی بجائے

بقیہ ۱۱ پر